بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بخدا فارسِ میدانِ تہوّر تھا حُر　۱　ایک دو لاکھ سواروں میں بہادر تھا حُر
نارِ دوزخ سے ابوذر کی طرح حُر تھا حُر　　گوہرِ تاجِ سرِ عرش ہو وہ دُر تھا حُر
ڈھونڈ لی راہِ خدا کام بھی کیا نیک ہوا
پاک طینت تھی تو انجام بھی کیا نیک ہوا

واہ رے طالعِ بیدار، زہے عزت و جاہ　۲　حُر پہ کیا فضلِ خدا ہو گیا اللہ اللہ
پیشوائی کو گئے آپ شہِ عرش پناہ　　خضرِ قسمت نے بتادی اسے فردوس کی راہ
مدّتوں دُور رَہے جو، وہ قریب ایسا ہو
بخت ایسے ہوں، اگر ہوتو نصیب ایسا ہو

نار سے نور کی جانب اُسے لائی تقدیر　۳　ابھی ذرّہ تھا، ابھی ہوگیا خورشیدِ مُنیر
شافعِ حشر نے خوش ہو کے بحل کی تقصیر　　تکیۂ زانوئے شبیر ملا وقتِ اخیر
اوج و اقبال و حشم فوجِ خدا میں پایا
جب ہوا خاک تو گھر خاکِ شفا میں پایا

۴
اللہ اللہ حُرِ صفدر و غازی کا نصیب
جانِ محبوبِ الٰہی جسے فرمائے حبیب
ہجر میں لطف ملاقات کا، دوری میں قریب
وہی کام آتے ہیں محسن کے جو ہوتے ہیں نجیب
صدقے ہوجائے اسے عشقِ ولی کہتے ہیں
اس کو دنیا میں سعیدِ اَزَلی کہتے ہیں

۵
آیا کس شوق سے کعبے کی طرف چھوڑ کے دَیر
کوئی حضرت کا یگانہ بھی نہ سمجھا اسے غیر
حق نے لکھ دی تھی جو تقدیر میں فردوس کی سیر
فتنہ و شر سے بچا، ہوگیا انجام بہ خیر
ذکرِ خیر اس کے موئے پر بھی ہوئے جاتے ہیں
عملِ نیک ہر اک وقت میں کام آتے ہیں

۶
کفر کی راہ سے کارِہ تھا جو وہ نیک طریق
کس بشاشت سے ہوا رہبرِ ایماں کا رفیق
تھے تو لاکھوں، پہ کسی کو بھی ہوئی یہ توفیق
خُلق طینت میں ہے جن کی، وہی ہوتے ہیں خلیق
اوج دیندار کو، بے دیں کو سدا پستی ہے
اصل جس تیغ کی اچھی ہے وہی کستی ہے

۷
کیوں نہ بالیدہ ہو اس کا چمنِ جاہ و جلال
جس کو سر سبز کرے خود اسداللہ کا لال
ہو گیا فاطمہؑ کے باغ میں آتے ہی نہال
وہ ثمر پائے کہ پہنچے نہ جہاں دستِ خیال
کِھل گیا غنچۂ دل عُذر جو منظور ہوئے
صورتِ برگِ خزاں دیدہ، گنہ دُور ہوئے

۸
حُر کہاں اور کہاں احمدِ مرسلؐ کا خَلَف
بخت نے دَیر سے پہنچا دیا کعبے کی طرف
دل صفا ہوگیا سینے میں تو پائے ہیں شرف
جبکہ آنکھیں ہوئیں حق بیں تو مِلا دُرِّ نجف
نیک جو امر ہیں دل پر وہی ٹھَن جاتے ہیں
جب خدا چاہے تو بگڑے ہوئے بن جاتے ہیں

وصفِ حُر میں ہے زباں معترفِ عجز و قصور 9 آمد آمد کا بہادر کی سنو اب مذکور
جب ہوئی مستعدِ جنگ سپاہِ مقہور مہرِ افلاکِ امامت نے کیا رن میں ظہور
غل ہوا جنگ کو اللہ کے پیارے نکلے
اے فلک دیکھ زمیں پر بھی ستارے نکلے

کیا کہوں شانِ جوانانِ جنودِ اللہ ۱۰ کوئی ہم خلعتِ خورشید، کوئی غیرتِ ماہ
باندھی شیروں نے صفِ جنگ میانِ جنگاہ چمنِ خلد سے کرنے لگیں حوریں بھی نگاہ
واں لعینوں نے درِ ظلم و ستم کھول دیا
بڑھ کے عباسؑ نے یاں سبز عَلَم کھول دیا

ہوگئے سرخ شجاعت سے رخِ آلِ نبیؐ ۱۱ آئی ٹھنڈی جو ہوا بھول گئے تشنہ لبی
رن میں کڑکا ہوا بجنے لگے باجے عربی یکہ تازوں نے کیا شورِ مبارز طلبی
اک گھٹا چھا گئی ڈھالوں سے سیہ کاروں کی
برق ہر صف میں چمکنے لگی تلواروں کی

برچھیاں تول کے ہر غول سے خونخوار بڑھے ۱۲ نیزے ہاتھوں میں سنبھالے ہوئے اسوار بڑھے
تیر جوڑے ہوئے چلّوں میں کماں دار بڑھے بولے شہ یاں سے ابھی کوئی نہ زنہار بڑھے
اسدِ حق کے گھرانے کا یہ دستور نہیں
میں نبی زادہ ہوں، سبقت مجھے منظور نہیں

یہ سخن کہہ کے مخاطِب ہوئے اعدا سے امام ۱۳ اے سپاہِ عرب و روم و رَے و کوفہ و شام
تم پہ کرتا ہے حسینؑ آخری حجت کو تمام پسرِ مصحفِ ناطق ہوں سنو میرا کلام
سخنِ حق کی طرف کانوں کو مصروف کرو
شور باجوں کا مناسب ہو تو موقوف کرو

تھم گیا طبلِ وغا کی بھی وہ آواز کا جوش ۱۴ یہ صدا سنتے ہی خود رک گیا قرنا کا خروش
کیا بجاتے کہ بجاتے تھے نہ کسی شخص کے ہوش ہوگیا جوڑ کے ہاتھوں کو جلاجل خاموش
چھیڑنا ان کے سرُودوں کا بھی ناساز ہوا
رعبِ فرزندِ نبیؐ سرمۂ آواز ہوا

یوں گہر بار ہوئے شہ کے لبِ گوہر بار ۱۵ کم ہوا غلغلۂ فوجِ ستم جب اک بار
قتلِ سادات کی لشکر میں یہ کیسی ہے پکار صف کشی کس پہ ہے یہ اے سپہِ ناہنجار
وطن آواروں پہ یہ قُرق ہے کیوں پانی کا
کیا زمانے میں یہی طَور ہے مہمانی کا

تیر جوڑے ہیں جو تم نے تو خطا کرتے ہو ۱۶ مجھ کو لڑنا نہیں منظور، یہ کیا کرتے ہو
دیکھو اچھا نہیں یہ ظلم، برا کرتے ہو کیوں نبیؐ زادے پہ غربت میں جفا کرتے ہو
شمعِ ایماں ہوں، اگر سر مِرا کٹ جائے گا
یہ مرقَّع ابھی اک دم میں الٹ جائے گا

میں ہوں خالق کی قسم دوشِ محمدؐ کا مکیں ۱۷ میں ہوں سردارِ شبابِ چمنِ خلدِ بریں
مجھ سے روشن ہے فلک، مجھ سے منوّر ہے زمیں میں ہوں انگشترِ پیغمبرؐ خاتم کا نگیں
ابھی نظروں سے نہاں نور جو میرا ہوجائے
محفلِ عالَمِ امکاں میں اندھیرا ہوجائے

سب جہاں زیرِ نگیں ہے، وہ جہاندار ہوں میں ۱۸ قُلزُمِ عزّو شرف کا دُرِ شہوار ہوں میں
ورثۂ احمدِؐ مختار کا مختار ہوں میں آج گو مصلحتاً بیکس و ناچار ہوں میں
بخدا دولتِ ایماں اسی دربار میں ہے
سب بزرگوں کا تبرُّک مِری سرکار میں ہے

۱۹ یہ زرہ کس کی ہے، پہنے ہوں جو میں سینہ فگار یہ قبا کس کی ہے بتلاؤ، یہ کس کی دستار
کس کا رہوار ہے یہ آج، میں ہوں جس پہ سوار بَر میں کس کا ہے یہ چار آئینۂ جوہر دار
کس کا یہ خود ہے، یہ تیغِ دوسر کس کی ہے
کس جری کی یہ کماں ہے، یہ سپر کس کی ہے

۲۰ ایک حملے میں فنا ہوں گے یہ دولا کھ شریر تنگ آئے گا تو رکنے کا نہیں پھر شبیرؑ
کاٹ جائے گی گلے سب کے یہ بُرّاں شمشیر چل سکیں گے نہ تبر مجھ پہ، نہ تلوار، نہ تیر
شیر ہوں لختِ دلِ غالبِ ہر غالب ہوں
میں جگر بندِ علیؑ ابنِ ابی طالب ہوں

۲۱ روک لیتا مجھے رستے میں یہ حُر کی تھی مجال؟ مجھ کو ہوتا نہ اگر بخششِ امت کا خیال
پوچھ لو دیکھا ہے سب نے مِرے شیروں کا جلال تھام سکتا تھا لجام فرسِ برق مثال
گفتگو میں سپر اس کی جو نہ ہم ہوجاتے
ہاتھ اک وار میں پہنچوں سے قلم ہوجاتے

۲۲ نیچے تولتے تھے عَونؑ و محمدؑ ہر بار غیظ سے ہونٹ چباتے تھے علیؑ کے دلدار
میں نے جب سر کی قسم دی تو رُکے وہ جرّار اُنگلی پڑتی تھی جگر بندِ حسنؑ کی تلوار
چلتی تلوار تو جنگل تہ و بالا ہوتا
پھر نہ حُر خلق میں ہوتا نہ رسالا ہوتا

۲۳ سینۂ حُر پہ رکھے دیتا تھا نیزے کی سناں تھا یہ بپھرا ہوا عباسؑ مِرا شیر جواں
رحم لازم ہے ہمیں ہم ہیں امامِ دوجہاں میں یہ کرتا تھا اشارہ کہ نہ اے بھائی جاں
کچھ تردُّد نہیں سر تن سے اتارا جائے
کوئی بندہ نہ مِرے ہاتھ سے مارا جائے

۲۴ کہ کسی شخص کو کچھ دے کے کرے سب پہ عیاں گرچہ یہ امر نہیں اہلِ سخا کے شایاں
اسی جنگل میں معِ فوج تھا یہ تشنہ دہاں پوچھ لو حُر تو ہے موجود، عیاں را چہ بیاں
شور تھا آج چلیں جسم سے جانیں سب کی
منہ کے باہر نکل آئی تھیں زبانیں سب کی

۲۵ مجھ سے دیکھا نہ گیا، میں تو سخی کا ہوں پسر زیست ہر شے کی ہے پانی سے، شجر ہو کہ بشر
مشکوں والے ہیں کہاں، اونٹ ہیں پانی کے کدھر میں نے عباسؑ دلاور سے کہا گھبرا کر
کرمِ ساقیٔ کوثر کو دکھا دو بھائی
جتنا پانی ہے وہ پیاسوں کو پلا دو بھائی

۲۶ چھاگلیں جلد منگاؤ مِرا دل ہے بیتاب رہ نہ جائے کوئی گھوڑا، کوئی ناقہ بے آب
متوجّہ ہوا میں خود کہ وہ تھا کارِ ثواب سقّے مشکیزوں کے منہ کھول کے آ پہنچے شتاب
چین آیا نہ مجھے بے انھیں آرام دیئے
تھا جو اک جام کا پیاسا اُسے دو جام دیئے

۲۷ ٹھنڈے پانی پہ گرے پڑتے تھے حُر کے رفقا تھی یہی فصل، یہی دھوپ، یہی گرم ہوا
سقّے بھر بھر کے کٹوروں کو یہ دیتے تھے صدا تشنہ کاموں کا یہ مجمع تھا کہ ملتی نہ تھی جا
بھائیو آؤ جو پانی کی طلبگاری ہے
چشمۂ فیضِ حسینؑ ابنِ علیؑ جاری ہے

۲۸ فرس و اُشتر و قاطر نہ رہے تشنہ دہاں آبِ شیریں کا جو دریا ہوا جنگل میں رواں
پانی پی پی کے دعائیں مجھے دیتے تھے جواں شکر کرنے لگے تر ہوگئی ہر خشک زباں
شور تھا ابنِ یداللہ نے جاں بخشی کی
دین و دنیا کے شہنشاہ نے جاں بخشی کی

ایک دن وہ تھا، اور اک دن یہ ہے اللہ اللہ ۲۹ کہ اسی طرح ہمیں پیاس میں پانی کی ہے چاہ
چشمِ امید ہو کیا سب نے پھرا لی ہے نگاہ کوئی اک جام بھی بھر کر ہمیں دیتا نہیں آہ
ہر مسلماں پہ نبیؐ زادے کا حق ہوتا ہے
بچے روتے ہیں تو سینہ مِرا شق ہوتا ہے

کئی طفل اِن میں ہیں کمسن جو موئے جاتے ہیں ۳۰ دم اکھڑتا ہے مِرا جب انھیں غش آتے ہیں
پانی پانی جو وہ کرتے ہیں تو شرماتے ہیں پاس دریا ہے پہ اک بوند نہیں پاتے ہیں
سچ ہے غربت کی عجب شام و سحر ہوتی ہے
تیسرا دن ہے کہ فاقوں میں بسر ہوتی ہے

شہ کی مظلومی پہ گریاں ہوئی ظالم کی سپاہ ۳۱ عمرِ سعد نے کی پھر کے رخِ حُر پہ نگاہ
بولا وہ اشہدُ باللہ بجا کہتے ہیں شاہ محسن و منعم و آقا ہے مِرا یہ ذی جاہ
اِن کے احسان کا کیونکر کوئی منکر ہو جائے
سخنِ حق میں جو شک لائے وہ کافر ہو جائے

ایک میں کیا ہوں زمانے پہ ہیں احساں اِن کا ۳۲ ابرِ رحمت ہیں، خطا پوش ہے داماں اِن کا
خشک و تر پر ہے کرم خلق میں یکساں ان کا ہے خوشا حال جو غربت میں ہو مہماں ان کا
جنّتی ہے جسے حاصل یہ شرف ہو جائے
جو اِدھر ہوگا خدا اُس کی طرف ہو جائے

یہ ابھی ہاتھ اٹھا کر جو دعا فرمائیں ۳۳ جتنے عالم کے گنہگار ہیں بخشے جائیں
حق سے جس شے کے طلبگار ہوں فوراً پائیں جامِ کوثر یہیں فردوس سے حوریں لائیں
مثلِ خورشید ہے روشن وہ شرف ان کا ہے
یہ وہ بندے ہیں کہ اللہ پہ حق جن کا ہے

اِن سے قطرہ کوئی مانگے تو گہر دیتے ہیں ۳۴ ہیں سخی ابنِ سخی بات پہ سر دیتے ہیں
پیٹ سائل کا یہ فاقوں میں بھی بھر دیتے ہیں یاں تو زر دیتے ہیں، فردوس میں گھر دیتے ہیں
آس مجرم کی، گنہگار کی امید ہیں یہ
ذرّہ پرور جنھیں کہتے ہیں وہ خورشید ہیں یہ

حُر سے گھبرا کے یہ بولا عمرِ سعدِ شریر ۳۵ یہ تو ہے صاف طرف داریٔ شہ کی تقریر
اپنے حاکم کا نہ کچھ ذکر، نہ تعریفِ امیر اللہ اللہ یہ اوصاف، یہ مدح، شبیرؑ
سن چکا ہوں کہ تو مضطر ہے کئی راتوں سے
الفتِ شاہ ٹپکتی ہے تری باتوں سے

نہ وہ آنکھیں، نہ وہ تیور، ن ہ وہ چتوَن، نہ مزاج ۳۶ سیدھی باتوں میں بگڑنا، یہ نیا طَور ہے آج
تخت بخشا ہے محمدؐ کے نواسے نے کہ تاج جن کو سمجھا ہے غنی دل میں وہ خود ہیں محتاج
کون سا باغ تجھے شاہ نے دکھلایا ہے
کہیں کوثر کے تو چھینٹوں میں نہیں آیا ہے

کیا کسی حور کا دکھلا دیا حضرت نے جمال ۳۷ مل گیا سایۂ طوبیٰ کہ جو ایسا ہے نہال
قصرِ یاقوت میں پہنچا جو ترا رنگ ہے لال کون سے میوۂ شیریں پہ ٹپکتی ہے رال
دفعتاً حقِّ نمک کو بھی فراموش کیا
کیا تجھے بادۂ تسنیم نے بیہوش کیا

میں جہاں دیدہ ہوں سب مجھ کو خبر ہے تیری ۳۸ قرۃُ العینِ محمدؐ پہ نظر ہے تیری
ہونٹ بھی خشک ہیں اور چشم بھی تر ہے تیری جسمِ خاکی ہے اِدھر، جان اُدھر ہے تیری
راہ میں کچھ جو سلوک اور نوازش کی ہے
تو نے فرزندِ یدُاللہ سے سازش کی ہے

خیر مخفی نہ رہے گا یہ قصور اور فتور ۳۹ لکھیں گے عہدۂ اخبار پہ جو ہیں مامور
حاکمِ شام ہے جابر وہ سزا دے گا ضرور گر تجھے دار پہ کھینچے تو کچھ اس سے نہیں دُور
سب تری قوم کے سرتن سے جدا ہوئیں گے
زن و فرزند گرفتارِ بلا ہوئیں گے

نفع اس امر میں کیا جس میں ہو مردُم کا ضرر ۴۰ آنکھیں نکلیں گی محبت سے جو دیکھے گا اُدھر
شجرِ قامتِ سروَر پہ جو ڈالے گا نظر سر چڑھے گا ترا برچھی پہ یہ ہے اس کا ثمر
الفتِ زلف سے بھی پیچ میں تُو آئے گا
خالِ رخ دیکھا تو گھر خالصے لگ جائے گا

بدرِ پیشانیٔ سرور کا ہے جو سر میں خیال ۴۱ تو اسی ماہ میں نقصاں ترا ہوئے گا کمال
سب میں ہو جائے گا انگشت نما شکلِ ہلال تیرو شمشیر ہے ابرو کی محبت کا مآل
عشقِ رخسار میں رتبہ ترا گھٹ جائے گا
منہ پہ کہتا ہوں کہ چہرا ترا کٹ جائے گا

خوف کس بات کا پیاسوں سے یہ تھرّانا کیا ۴۲ لب پہ ہر مرتبہ بیکس کی ثنا لانا کیا
ننگ کی بات ہے دشمن کی طرف جانا کیا ہو نبیؐ یا کہ وصی، جنگ میں شرمانا کیا
ابھی لے جائیں جو شبیرؑ کا سر ہاتھ لگے
خلد ہم اس کو سمجھتے ہیں کہ زر ہاتھ لگے

حُر پکارا کہ زباں بند کر او ناہموار ۴۳ قابلِ لعن ہے تو اور وہ تیرا سردار
ابنِ زہراؑ ہے جگر بندِ رسولِ مختارؐ میرا کیا منہ جو کروں مدحِ امامِ ابرار
اک زمانہ صفتِ آلِ عبا کرتا ہے
آپ قرآں میں خدا ان کی ثنا کرتا ہے

وصف ایسوں کا زباں پر کوئی کیونکر لائے ۴۴ تین سَو آیے ہوں تعریف میں جن کی آئے
کسی انساں نے ہیں دنیا میں یہ رتبے پائے اپنا محبوب و ولی جس کو خدا فرمائے
الفتِ آلِ نبیؐ میری خوش اقبالی ہے
سنگ ہے اُن کی محبت سے جو دل خالی ہے

اَسفلوں سے ہے محبت تجھے او سِفلہ مزاج ۴۵ خاکِ پا اُس کا ہوں میں، ہے جو سرِ عرش کا تاج
جس کو کاندھے پہ محمدؐ کے ملی ہے معراج میرے آقا سا سخی کون ہے کونین میں آج
کیوں ترے سامنے مُکروں کہ نہیں بخشا ہے
ہاں مجھے شاہ نے فردوسِ بریں بخشا ہے

باغ جو مجھ کو دکھایا اسے کیا جانے گا تو ۴۶ راحتِ روح ہے جس باغ کے ہر پھول کی بو
مجھ کو اللہ نے بخشی ہیں وہ حوریں خوش رُو کہ جنھیں تیرے فرشتوں نے نہ دیکھا ہو کبھو
نام کوثر کا نہ لے تو مجھے جوش آتا ہے
انھیں چھینٹوں سے تو بے ہوش کو ہوش آتا ہے

عزتِ دیں، شرفِ کون و مکاں ہیں شبیرؑ ۴۷ جان زہراؑ کی، محمدؐ زباں ہیں شبیرؑ
سنگ پانی ہو وہ اعجاز بیاں ہیں شبیرؑ جان کیوں ہو نہ اُدھر، جانِ جہاں ہیں شبیرؑ
مہرباں ہوں تو ابھی عقدہ کشائی ہووے
وہ نہ بخشیں تو خدا تک نہ رسائی ہووے

کیا میں، اور کیا وہ ریاست مری، کیا میرے عیال ۴۸ جبکہ آفت میں پھنسی احمدؐ مختار کی آل
واں کی املاک و زراعت کا ہو کیا مجھ کو خیال یاں ہوئی جاتی ہے سادات کی کھیتی پامال
گھر کا اب دھیان، نہ بچوں کا الم ہے مجھ کو
خانہ بربادیٔ شبیرؑ کا غم ہے مجھ کو

دولتِ حاکمِ دُوں پر ہے ترا دارومدار ۴۹ دارِ دنیا سے تعلق نہیں رکھتے دیندار
کیا مجھے دار پہ کھینچے گا وہ ظالم غدّار خوابِ غفلت ہے اُسے، میرا ہے طالع بیدار
کسی سردار نے یہ اوج نہ پایا ہوگا
دارِ طوبیٰ کا مِرے فرق پہ سایا ہوگا

ہے سرافراز سدا عاشقِ پیشانیٔ شاہ ۵۰ سجدے کیجئے کہ ہے بیت ابروؤں کی بیت اللہ
عشق آنکھوں کا ہے مردم کے لئے نورِ نگاہ ہے وہ یوسف جسے ہو مصحفِ رخسار کی چاہ
عاشقِ لب کو خدا لعل و گہر دیتا ہے
وہ دہن چشمۂ کوثر کی خبر دیتا ہے

خالِ رخسار نہیں، گوئے سعادت ہے یہ ۵۱ مجھ سے مجرم کیلئے مہرِ شفاعت ہے یہ
ہوں جو آشفتۂ گیسو تو عبادت ہے یہ بخدا سلسلۂ بخششِ امت ہے یہ
شبِ معراجِ رسولِ دوجہاں سمجھا ہوں
اس کے ہر تار کو میں رشتہ جاں سمجھا ہوں

وصفِ دنداں میں رہے جس کی زباں گوہر بار ۵۲ موتیوں سے دہن اُس شخص کا بھر دے غفار
شوق میں سیبِ ذقن کے جسے آئے نہ قرار حوریں غرفے سے دکھائیں اسے رنگِ رخسار
دم بہ دم چاہنے والوں کے لہو گھٹتے ہیں
یہ گلا وہ ہے گلے جس کے لئے کٹتے ہیں

صدقے اس سینے پہ ہیں عاشقِ صافی سینہ ۵۳ خاک اُس دل پہ جو اِس سینے سے رکھے کینہ
حق نما ہے تو جہاں میں ہے یہی آئینہ اُس کا عاشق ہو تو ہو ں کور کی آنکھیں بینا
فیض پاتا ہے وہ، جس دل میں وِلا ہوتی ہے
چشم کو اُن کی زیارت سے جِلا ہوتی ہے

پاؤں یہ وہ ہیں کہ ان پاؤں کو جو ہاتھ لگائے ۵۴ تو سرِ دست سر افرازیٔ کونین وہ پائے
گردِ نعلینِ مبارک جو اثر اپنا دکھائے توتیا ہوئے خجل، کحلِ جواہر شرمائے
صدقے کر دیں گے سر ان پاؤں پہ ہم ایسے ہیں
دوشِ احمدؐ پہ رہے جو، یہ قدم ایسے ہیں

عملِ خیر سے بہکا نہ مجھے او ابلیس ۵۵ یہی کونین کا مالک ہے یہی راس و رئیس
کیا مجھے دے گا ترا حاکمِ ملعون و خسیس کچھ تردُّد نہیں، کہہ دے کہ لکھے پرچہ نویس
ہاں سُوئے ابنِ شہنشاہِ عرب جاتا ہوں
لے ستمگر، جو نہ جاتا تھا، تو اَب جاتا ہوں

کہہ کے یہ ڈاب سے غازی نے نکالی تلوار ۵۶ سُرخ آنکھیں ہوئیں ابرو پہ بل آئے اک بار
تن کے دیکھا طرفِ فوج، امامِ ابرار پاؤں رکھنے لگا تن تن کے زمیں پر رہوار
غل ہوا سیدِ والا کا ولی جاتا ہے
لو طرف دارِ حسینؑ ابنِ علیؑ جاتا ہے

حُر نے نعرہ کیا یا حیدرِ صفدر مددے ۵۷ وقتِ امداد ہے یا فاتحِ خیبر مددے
زوجِ زہراؑ مددے، نفسِ پیمبرؐ مددے بندۂ آل ہوں یا خواجۂ قنبر مددے
تن تنہا ہے غلام اور بہت اظلم ہیں
آئی آواز کہ اے حُر ترے حامی ہم ہیں

مل گئی راہِ خدا واہ رے اقبال ترا ۵۸ پاک عصیاں سے ہوا نامۂ اعمال ترا
جُرمِ ماضی ہوئے سب عفو، خوشا حال ترا جلد جا جلد، کہ شائق ہے مِرا لال ترا
مرد ہے جس کی یہ ہمت، یہ ارادہ ہوجائے
ہاں برادر تری توفیق زیادہ ہوجائے

۵۹
درِ فردوس پہ مشتاق کھڑا ہے رضواں
منتظر ہیں ترے سب فوجِ حسینؑ کے جواں
شور کوثر پہ ہے شبیرؑ کا مہماں ہے کہاں
راہ تکتی ہیں تری دیر سے حورانِ جناں
فوجِ قدسی تری ہمت کی ثنا کرتی ہے
فاطمہؑ آج ترے حق میں دعا کرتی ہے

۶۰
مٹ گئی سب ترے اعمال کی زِشتی اے حُر
تو بہشتی ہے یہ کافر ہیں کِنشتی اے حُر
کس تلاطم میں بچی ہے تری کشتی اے حُر
دیکھ اب صورتِ حورانِ بہشتی اے حُر
غضب اللہ کا شبیرؑ کی ناراضی ہے
پنجتن تجھ سے ہیں راضی تو خدا راضی ہے

۶۱
دلِ بیتاب پکارا کہ نہیں طاقتِ صبر
اور بالیدہ ہوا سن کے یہ مژدہ وہ ہژبر
قعرِ دوزخ ہے مسلماں کے لئے صحبتِ گبر
اب تو اِس فوج میں اک دم کی بھی تعویق ہے جبر
ہاں اُٹھا باگ جو شیدائے شہ عالی ہے
فوجِ اللہ و نبیؐ میں تری جا خالی ہے

۶۲
ڈر سے رنگِ عمرِ شعبدہ پرداز اُڑا
سن کے یہ باگ جو لی اسپِ سبک تاز اُڑا
دی پرندوں نے یہ آواز کہ شہباز اُڑا
کیا اُڑا رخش کہ طاؤس بصد ناز اُڑا
باغِ زہراؑ میں نسیمِ سحری جاتی ہے
غل تھا دربارِ سلیماں میں پری جاتی ہے

۶۳
حُر کا ہاتھ آنا تو کیسا نہ ملی گردِ سمند
کیا دو تین رسالوں نے تعاقب ہر چند
یہ چھلاوہ تھا کہ آندھی، یہ فرس تھا کہ پرند
کہتے تھے شرم سے وہ لے کے جو دوڑے تھے کمند
کیا سبک سوئے چمن بادِ بہاری پہنچی
ہم یہیں رہ گئے واں حُر کی سواری پہنچی

یاں ہوئے علمِ امامت سے شہِ دیں آگاہ ۶۴ ہنس کے عباسؑ سے فرمایا کہ اے غیرتِ ماہ
میرے لشکر کی طرف ہے رُخِ حُرِّ ذی جاہ سب سے کہہ دو کہ نہ روکے کوئی اس شخص کی راہ
جاؤ لینے کو عجب رتبہ شناس آتا ہے
میرا مہماں، مرا عاشق مِرے پاس آتا ہے

ذکر یہ تھا کہ صدا دُور سے آئی اک بار ۶۵ الغیاث اے جگر و جانِ رسولؐ مختار
مجرم ایسا ہوں کہ عصیاں کا نہیں جس کے شمار عفو کر عفو کر اے چشمۂ فیضِ غفار
پار دریائے خطا سے مِری کشتی ہوجائے
دوزخی بھی ترے صدقے سے بہشتی ہوجائے

کئی روزوں سے تلاطم میں ہوں اے شاہنشاہ ۶۶ مدد اے نوحِ غریباں مِرا بیڑا ہے تباہ
دست و پا گم ہیں کچھ ایسے کہ نہیں سوجھتی راہ شور کرتا ہوں کہ بتلائے کوئی جائے پناہ
'ابرِ رحمت کی طرف جا' یہ صدا دیتے ہیں
سب ترے دامنِ دولت کا پتہ دیتے ہیں

ترے دامن کے نثار اے مِرے آقائے جلیل ۶۷ رحم کر رحم، کہ شرمندہ ہے یہ عبدِ ذلیل
دل خنک ہوئے جو نکلے کوئی کوثر کی سبیل جان آجائے جو مولائے دوعالم ہوں کفیل
نہ وزیروں میں یہ ہمت نہ شہنشاہ میں ہے
سب مِرے درد کا درماں تری درگاہ میں ہے

خلق میں آپ کے والد کے کرم ہیں مشہور ۶۸ بات میں بخش دیئے سیکڑوں بندوں کے قصور
مجھ سے ہیں باگ پکڑ لینے پہ آزُردہ حضور بخش دیجیئے تو کرم سے نہیں کچھ آپ کے دور
یہ تو کیونکر کہوں میں لائقِ تعزیر نہیں
مگر اَسوَد سے زیادہ مِری تقصیر نہیں

اے مددگار و مُعِینُ الضُّعَفا اَدْرِکْنی　۶۹　اے خبر گیرِ گروہِ غُرَبا اَدرِکنی
پاؤں لغزش میں ہیں اے دست خدا اَدرِکنی　　ہاتھ باندھے ہوں میں اے عقدہ کشا اَدرِکنی
دیجئے حُر کو سند نار سے آزادی کی
آیئے جلد خبر لیجئے فریادی کی

میرے اعمال میں ہر چند سراسر ہے بدی　۷۰　ہوں گنہگارِ خدائے ازلی و ابدی
آپ ہیں مالکِ سرکارِ جنابِ احدی　　اے خداوندِ جہاں خُذ بِیَدی، خُذ بِیَدی
جو تہی دست ہیں تکتے ہیں شہنشاہ کا ہاتھ
آپ کا ہاتھ زمانے میں ہے اللہ کا ہاتھ

ایک یہ خستہ تن اورر درپئے جاں لاکھ حریف　۷۱　اے سلیماں کہیں پامال نہ ہو مُورِ ضعیف
چھوڑ کر آپ کی سرکار کہاں جائے نحیف　　کیجئے اب نظرِ لطف کہ ہوتا ہے خفیف
ہوں سر افراز جو اتنا ہی کرم ہوجائے
نام قنبر کے غلاموں میں رقم ہوجائے

استغاثہ جو کیا حُر نے یہ بادیدۂ نم　۷۲　جوش میں آگیا اللہ کا دریائے کرم
خود بڑھا ہاتھوں کو پھیلا کے شہنشاہِ اُمم　　حرؑ کو یہ ہاتفِ غیبی نے صدا دی اُس دم
شکر کر سبطِ رسولؐ الثقلین آتے ہیں
لے بہادر ترے لینے کو حسین آتے ہیں

حرؑ نے دیکھا کہ چلے آتے ہیں پیدل شبیرؑ　۷۳　دوڑ کر چوم لئے پائے شہِ عرش سریر
شہ نے چھاتی سے لگا کر کہا اے با توقیر　　میں نے بخشی، مِرے اللہ نے بخشی تقصیر
میں رضامند ہوں کس واسطے مضطر ہے تُو
مجھ کو عباسؑ دلاور کے برابر ہے تُو

۷۴
کَس کے کیوں باندھا ہے ہاتھوں کو میں ہوتا ہوں خجِل
سہل کردیں اسے گر اور کوئی ہو مشکل
بھائی آ مجھ سے بغل گیر تو ہو کھول کے دل
غافر و راحم و توّاب ہے ربِّ عادل
جرم سب محو کئے حق نے ترے دفتر سے
آج پیدا ہوا گویا شکمِ مادر سے

۷۵
حُر پکارا بِاَ بی اَنتَ وَ اُمّی یا شاہ
قابلِ عفو نہ تھے بندۂ آثم کے گناہ
مجھ سے گمراہ کو اک آن میں مل جائے یہ راہ
سب ہے صدقہ انھی قدموں کا خدا ہے آگاہ
مہر ذرّے پہ جو ہو نیّرِ تاباں ہوجائے
آپ جس مُور کو چاہیں وہ سلیماں ہوجائے

۷۶
کون مقداد تھے، سلمان و ابوذر تھے کون
آپ فرمائیں کہ عمّارِ دلاور تھے کون
شور عالم میں جو ہے مالکِ اشتر تھے کون
اے خداوندِ جہاں حضرت قنبر تھے کون
انھی قدموں کا تصدق ہے کہ ممتاز ہوئے
اسی سرکار کے خلعت سے سرافراز ہوئے

۷۷
شہؑ نے فرمایا کہ خالق کی عنایت ہے یہ سب
دے کسی شخص کو، بندے میں یہ مقدور ہے کب
اُس مسبِّب کی عنایت کے یہ سارے ہیں سبب
وہی مُنعِم، وہی محسن، وہی رازق، وہی رب
اپنے کیسے سے نہ دام اور نہ درم دیتے ہیں
جب وہ خالق ہمیں دیتا ہے تو ہم دیتے ہیں

۷۸
لاکھ ہاتھ اُس کے ہیں دینے کو وہ ایسا ہے جواد
ہم اسے بھولیں تو بھولیں، اسے ہر وقت ہے یاد
رزق وہ حوصلۂ حرص سے دیتا ہے زیاد
شکر معبود کا اس پر بھی نہیں کرتے عباد
وہ غنی ہے، کہ ہے محتاج زمانہ اُس کا
کبھی خالی نہیں رہتا ہے خزانہ اس کا

۷۹ جس قدر اس سے طلب کیجئے خوشنود ہے وہ
صاحبِ جود ہے، وہّاب ہے، محمود ہے وہ
ہاتھ پھیلائے جو سَو بار تو موجود ہے وہ
بخش دیتا ہے کہ ہم عبد ہیں، معبود ہے وہ
پرورش جرم پہ بھی صبح و مسا ہوتی ہے
یاں سے ہوتی ہے خطا واں سے عطا ہوتی ہے

۸۰ کہہ کے یہ ساتھ لئے حر کو چلے شاہِ اُمم
ہاتھ میں ہاتھ تھا مہمان کا اللہ رے کرم
راس و چپ قاسمؑ و اکبرؑ تھے زہے شان وحشم
سر پہ کھولے ہوئے تھے حضرتِ عباسؑ علم
دُور سے اہلِ خطا تیر جو برساتے تھے
رفقا سائے میں ڈھالوں کے لئے آتے تھے

۸۱ لائے اس عزت وحرمت سے جو مہماں کو امام
بولے عباسؑ کمر کھول اب اے نیک انجام
شہؑ نے فرمایا مناسب ہے کوئی دم آرام
عرض کی حرؑ نے کمر خلد میں کھولے گا غلام
فاتحہ پڑھ کے یہ شمشیر و سپر باندھی ہے
آج اس عزم پہ خادم نے کمر باندھی ہے

۸۲ ہے بہت شمر و عمر سے مجھے لڑنے کی امنگ
ایک ہی وار میں دونوں کو کروں گا چورنگ
لشکرِ شام سے پیہم چلے آتے ہیں خدنگ
شاہزادوں کی سپر ہوں کہ عبادت ہے یہ جنگ
لیکن ایسا نہ ہو بچہ کوئی بے جاں ہوجائے
پہلے یہ تازہ غلام آپ پہ قرباں ہوجائے

۸۳ شہؑ نے فرمایا کہ دشوار ہے فرقت تیری
مجھ کو مر کر بھی نہ بھولے گی محبت تیری
وادریغا، ہوئی کچھ ہم سے نہ خدمت تیری
خیر فردوس میں ہوجائے گی دعوت تیری
آج رتبہ ترا خیلِ شہدا میں ہوگا
شب کو تو صحبتِ محبوبِ خدا میں ہوگا

تجھ پہ مخفی نہیں ہفتم سے جو کچھ ہے مرا حال ۸۴ راہیں ہر سمت کی روکے ہوئے ہیں اہلِ ضلال
قحط پانی کا ہے اس دشت میں، گندم کا ہے کال نانِ جو کا بھی ہے ملنا کسی قریے میں محال
سب کو ایذا عوضِ آب و غذا ملتی ہے
دودھ اصغرؑ کو نہ عابدؑ کو دوا ملتی ہے

حرؑ نے روکر سرِ تسلیم جھکایا بہ ادب ۸۵ شہ نے رومال رکھا آنکھوں پہ رونے لگے سب
جب چڑھا گھوڑے پہ وہ عاشقِ سلطانِ عرب شاہ بولے کہ عجب دوست چھٹا ہائے غضب
دم بہ دم یاں سے جو آوازِ بکا جاتی تھی
گریۂ آلِ محمدؐ کی صدا آتی تھی

حرؑ چلا فوجِ مخالف پہ اُڑا کر توسَن ۸۶ چوکڑی بھول گئے جس کی تگا پو سے ہرن
وہ جلال اور وہ شوکت وہ غضب کی چتوَن ہاتھ میں تیغ، سپر دوش پہ، بَر میں جوشن
دوسرے دوش پہ شملے کے جو بل کھاتے تھے
کاکلِ حور کے سب پیچ کھُلے جاتے تھے

زور بازو کا نمایاں تھا بھرے شانوں سے ۸۷ دستِ فولاد دبا جاتا تھا دستانوں سے
برچھیوں اُڑتا تھا دب دب کے فرس رانوں سے آنکھ لڑجاتی تھی دریا کے نگہبانوں سے
خودِ رُومی کی جو ضَو تا بہ فلک جاتی تھی
چشمِ خورشید میں بجلی سی چمک جاتی تھی

نیزۂ حر کی سناں پر نہ ٹھہرتی تھی نگاہ ۸۸ تھا یہ ظاہر کہ نکالے ہے زباں مارِ سیاہ
قبضۂ تیغ پہ رکھے تھی سرِ عجز پناہ آفتابی وہ سپر جس سے خجل گردۂ ماہ
قدر اندازوں کی جانوں کے اُدھر لالے تھے
تیر ترکش میں نہ تھے، آگ کے پرکالے تھے

رن میں جب شہؑ کی طرف سے حرِ دیندار آیا ۸۹ کس بشاشت سے اُڑاتا ہوا رہوار آیا
غل ہوا سیدِ مظلوم کا غم خوار آیا مطلع دوم جاں نثارِ خلفِ حیدرِؑ کرار آیا
طبقِ نور سرِ راہ نظر آتا ہے
جلوۂ قدرتِ اللہ نظر آتا ہے

آنے جانے کا بہادر کے کروں کیا مذکور ۹۰ پہلے کچھ اور ہی جلوہ تھا پر اب اور ظہور
اے خوشا رُتبۂ فیضِ قدمِ پاکِ حضور غل تھا آتا ہے ملک پہنے ہوئے خلعتِ نور
صحبتِ اہلِ ولا دل کو جلا کرتی ہے
مِس کو اک آن میں اکسیر طلا کرتی ہے

واہ کیا فیض ہے سرکارِ شہِ عالم میں ۹۱ ذرّۂ خاک کو خورشید کیا اک دم میں
نور یہ حور میں دیکھا نہ بنی آدم میں یہ وہی حرِّ جری تھا جو ابھی تھا ہم میں
تن ہے خوبو، رخِ گل رنگ تروتازہ ہے
خاک نعلینِ مبارک کی عجب غازہ ہے

مہر ذرّہ ہے جہاں چہرۂ روشن ایسا ۹۲ چاندنی جس سے کرے کسبِ ضیا تن ایسا
حرز ہو بازوئے داؤد کا جوشن ایسا ہوش پریوں کے اُڑے جاتے ہیں توسن ایسا
گلشنِ دہر میں لو بادِ بہاری آئی
قاف میں غل ہے سلیماں کی سواری آئی

حُر پکارا کہ بجا کہتے ہو لاشک، لاریب ۹۳ دامنِ حضرتِ شبیرؑ نے ڈھانپے سب عیب
دولتِ دیں سے نہ دامن مِرا خالی ہے نہ جیب بارک اللہ کی دیتا ہے صدا ہاتفِ غیب
فیض پاکر پئے شمشیر زنی آیا ہوں
یاں سے محتاج گیا، واں سے غنی آیا ہوں

مجھ کو خورشید کیا نورِ خدا کی ضَو نے ۹۴ نور بخشا پسرِ فاطمہؑ کے پرتَو نے
بخت پائے ہیں سکندر کے غلامِ نَو نے گنج وہ لایا ہوں دیکھا جو نہ تھا خسرَو نے
دَور دَور آج سے میرا ہے زمانہ میرا
کبھی خالی نہیں ہوئے گا خزانہ میرا

رُخِ روشن کو مِرے تکتے ہو کیا حسرت سے ۹۵ مل کے آیا ہوں منہ اپنا قدمِ حضرت سے
نور وہ ہے جسے دیکھیں نظرِ رغبت سے وائے وہ لوگ جو محروم ہیں اس دولت سے
مجھ کو بھی دیکھ کے بیدار نہیں ہوتے ہو
ہے غضب آنکھیں تو کھولے ہو مگر سوتے ہو

جانِ سلطانِ رسالت کو غنیمت جانو ۹۶ پسرِ شاہِ ولایت کو غنیمت جانو
نورِ خالق کی زیارت کو غنیمت جانو نیّرِ بُرجِ امامت کو غنیمت جانو
ساتھ اس کے بَرَکت خلق سے اٹھ جائے گی
پھر جو ڈھونڈو گے یہ دولت تو نہ ہاتھ آئے گی

ایک سید کے مٹا دینے میں ہے کون سا نام ۹۷ اس ہوا پر ہو کہ بجھ جائے چراغِ اسلام
گر ہو دانا تو کہو بد ہے کہ ہے نیک کلام خوش نما کب ہے وہ تسبیح نہ ہو جس میں امام
شکرِ احسانِ جنابِ اَحدی کرتے ہیں
پیشوا سے کہیں پیرو بھی بدی کرتے ہیں

یہ سخن سن کے پکارا پسرِ سعدِ شریر ۹۸ ہاں طرف دارِ شہِ دیں پہ چلیں نیزۂ و تیر
لئے حربوں کو بڑھا فوج کا انبوہِ کثیر فاتحہ پڑھ کے جواں مرد نے کھینچی شمشیر
حُر کا منہ سُرخ ہوا، فوجِ ستم زرد ہوئی
شعلۂ تیغ سے بجلی کی چمک گرد ہوئی

رعد تھرّا گیا نعرے جو سنے ضیغم کے ۹۹ استخواں کانپ گئے زیرِ زمیں رستم کے
تہ و بالا ہوئیں لشکر کی صفیں جم جم کے برقِ شمشیر سے ڈر ڈر کے فرس بھی چمکے
نوبتِ جنگ نہ آئی تھی کہ دل ٹوٹ گئے
بیرقیں گر گئیں ہاتھوں سے، نشاں چھوٹ گئے

چھیڑ کر باگ فرس کو جو ذرا گرمایا ۱۰۰ غیظ میں آن کے گھوڑا بھی عجب کف لایا
شیر سا فوجِ مخالف پہ جھپٹ کر آیا روند ڈالا اُسے دم میں جسے سرکش پایا
اُس کا قاتل تھا جو دشمن شہِ عالی کا تھا
کاٹ ہر نعل میں شمشیرِ ہلالی کا تھا

حشر برپا تھا کہ تیغِ حُرِ ذی جاہ چلی ۱۰۱ آگ برسانے کو بجلی سوئے جنگاہ چلی
کس کرشمے سے وہ لیلائے ظفر راہ چلی گہ بڑھی، گاہ پھری، گاہ تھمی، گاہ چلی
زخم سینوں کے گریباں کی طرح پھٹتے تھے
چال کیا تھی کہ ہزاروں کے گلے کٹتے تھے

کیں صفیں صاف مگر منہ کی صفائی نہ گئی ۱۰۲ کج ادائی کو نہ چھوڑا وہ لڑائی نہ گئی
کاٹ چھانٹ اور وہ لگاوٹ وہ رکھائی نہ گئی سیکڑوں خون کئے اور کہیں آئی نہ گئی
شور تھا برق پئے جلوہ گری نکلی ہے
جان لینے کو اجل بن کے پری نکلی ہے

جس طرف دیدۂ جوہر سے نظر کرتی ہے ۱۰۳ پَل نہ گزرے کہ صفیں زیرو زبر کرتی ہے
چشم ہر چند کہ پُتلی کو سپر کرتی ہے ہے وہ طرّار کہ آنکھوں میں یہ گھر کرتی ہے
اس کے افسوں سے جو ساحر ہو وہ جل جاتا ہے
سحر پریوں کا اسی طرح سے چل جاتا ہے

۱۰۴ کاٹ جائے تو کبھی لہر نہ لے پھر کالا　پھونکے بجلی کو یہ اُس آگ کی ہے پرکالا
آگیا دام میں جس شخص پہ ڈورا ڈالا　برچھیاں چل گئیں اُس پر جسے دیکھا بھالا
اس کے پانی میں کفِ مارِ سیہ گھولا ہے
باڑھ ہے یا ملک الموت نے منہ کھولا ہے

۱۰۵ ہاتھ منہ صدرو کمر، گردن و سر کاٹ گئی　آئی جس غول سے لاشوں سے زمیں پاٹ گئی
دیکھی تیغوں کی جدھر باڑھ اُسی گھاٹ گئی　چاٹ ایسی تھی لہو کی کہ صفیں چاٹ گئی
جس پہ جاتی تھی، نہ بے جان لئے پھرتی تھی
ایک بجلی تھی مگر لاکھ جگہ گرتی تھی

۱۰۶ زور دکھلاتا تھا ہر ضرب میں کس بل اس کا　گُل نئے پھولے جو برچھی پہ لگا پھل اُس کا
جو بڑھا جنگ میں قصّہ ہوا فیصل اس کا　ڈھیر تھا خاک پہ کاٹا ہوا جنگل اس کا
شور تھا دیکھیے کیونکر یہ بلا ٹلتی ہے
اس قدر جلد تو سیفی بھی نہیں چلتی ہے

۱۰۷ سر اُٹھایا تھا یہ گھوڑے نے کہ عنقا ہوں میں　جنگ میں تیغ کو دعویٰ تھا کہ یکتا ہوں میں
برق کہتی تھی کہ تلوار ہے یہ، یا ہوں میں　چرخ کہتا تھا کہ یارب تہ و بالا ہوں میں
کس میں ہے یہ جو تڑپ زیرِ فلک میری ہے
تیغ کرتی تھی اشارے یہ چمک میری ہے

۱۰۸ ہاتھ اُڑا دیتی تھی پہنچوں سے تو سر گردن سے　نہ تھمی سنگ سے وہ اور نہ رکی آہن سے
چل گئی بادِ مخالف جدھر آئی سن سے　نہ اُٹھی اس کی کڑی ضرب کسی جوشن سے
جوشِ طوفاں کا دکھا کر وہ خوش اسلوب گئی
خوں کے دریا میں ہر اِک کشتیٔ تن ڈوب گئی

کثرتِ جوہرِ ذاتی سے وہ گو جال میں تھی ۱۰۹ پر تڑپ صورتِ ماہی وہی ہر حال میں تھی
تھی چمک جانے میں بجلی، تو پری چال میں تھی کبھی مغفر میں، کبھی سر میں، کبھی ڈھال میں تھی
کہیں دم لینے کی مہلت تھی نہ بسمل کیلئے
تھی جگر کے لئے برچھی تو چھری دل کے لئے

صید کرنے کو جدھر صورتِ شہباز آئی ۱۱۰ لاکھ تڑپا وہ، نہ بے جان لئے باز آئی
غل ہوا شہپرِ شاہیں کے تلے قاز آئی اُڑ گیا طائرِ جاں اور نہ آواز آئی
گرچہ قبضے میں لئے تھی اسے پر چھوڑ دیا
تھا زبس صیدِ زبوں کاٹ کے سر چھوڑ دیا

آب نے آتشِ سوزاں کا اثر دکھلایا ۱۱۱ تاب نے مرگِ مفاجات کا گھر دکھلایا
باڑھ نے جادۂ صحرائے سقر دکھلایا گھاٹ نے آئینۂ فتح و ظفر دکھلایا
تیغ کہتی تھی درِ فتح کی مفتاح ہوں میں
قول قبضے کا یہ تھا قابضِ ارواح ہوں میں

خم وہ پایا تھا کہ شرمائے ہلالِ مہِ عید ۱۱۲ حُر کے ہاتھ آگئی تھی گلشنِ جنت کی کلید
بُرّش ایسی تھی کہ کٹ کٹ گئی سب فوجِ یزید جامۂ کفر کے پُرزے بھی ہوئے قطع و برید
نہ بچا تارِ نفَس خلق میں جینے کے لئے
چاک زخموں کے فقط رہ گئے سینے کے لئے

کئی حملے کئے پیہم جو کمانداروں پر ۱۱۳ چل گئے تیر ملامت کے جفاکاروں پر
چٹکیاں سب کی دھری رہ گئیں سوفاروں پر رُخ پھرا تھا کہ گری برق ستم گاروں پر
جل کے خرمن ہوا یوں خاک کہ خوشا نہ ملا
کشمکش میں کہیں چھُپنے کو بھی گوشہ نہ ملا

دم میں اس شیر نیستاں نے قلم کر ڈالے ۱۱۴ نیزۂ فوجِ ستمگار تھے دیکھے بھالے
آفتِ مرگ کو سر سے کوئی کیونکر ٹالے گرچہ تھے جان لڑائے ہوئے لڑنے والے
جب سواروں کے پرے جنگ پہ تُل جاتے تھے
بند سب ناخنِ شمشیر سے کُھل جاتے تھے

تھی نئی آمدورفت اور نئی طرز کی چال ۱۱۵ الفِ گرز کو کر دیتی تھی ہر ضرب میں دال
کبھی تلوار کبھی خنجرِ بُرّاں، کبھی ڈھال کبھی برچھی کی انی تھی تو کبھی تیر کی پھال
ضرب کو روک کے دشمن کو فنا کرتی تھی
دم بہ دم فوجِ ستم گر بھی ثنا کرتی تھی

جل بجھی کشتیٔ تن خون میں طوفانی ہے ۱۱۶ شور تھا آگ ہے تلوار میں یا پانی ہے
کہتا تھا حُر یہ فقط قوتِ ایمانی ہے ضرب میں فرد ہے یہ زور میں لاثانی ہے
زور تھا مجھ میں نہ ایسا، نہ وغا کی طاقت
سب ہے یہ سبطِ پیمبرؐ کی دعا کی طاقت

ورطۂ قلزمِ آفت میں گھر ڈوب گیا ۱۱۷ کہہ کے یہ فوج میں پھر تشنہ جگر ڈوب گیا
کشمکش تھی کہ عرق میں گلِ تر ڈوب گیا لشکرِ شام کے بادل میں قمر ڈوب گیا
تھا کبھی شیر سا بپھرا ہوا شمشیروں میں
کبھی نیزوں کے نیستاں میں، کبھی تیروں میں

گہے اس صف میں در آیا گہے روندی وہ صف ۱۱۸ گہہ چھُپا اور گہے نکلا وہ مہِ بُرجِ شرف
گہے نعرہ تھا کہ صدقے ترے یا شاہ نجف گہے دریا کے کنارے، گہے صحرا کی طرف
جتنے مجروح تھے دم ان کے نکل جاتے تھے
شیر بھی نامِ علیؑ سُن کے دہل جاتے تھے

نخل تھرّاتے تھے سب گونج رہا تھا جنگل   ۱۱۹   سر کی جاتی تھی زمیں رن کی غضب تھی ہل چل
کوند جاتی تھی سروں پر جو وہ شمشیرِ اجل   منہ کے بل گرتا تھا کوئی تو کوئی فرق کے بل
حشر برپا تھا سواروں پہ فرس ٹوٹتے تھے
دو پہ چار، ایک پہ دو، پانچ پہ دس ٹوٹتے تھے

بڑھ کے فرماتے تھے عباسؑ زہے عزت و جاہ   ۱۲۰   بارک اللہ کی دیتا تھا صدا دلبرِ شاہ
کہتے تھے ابنِ حسنؑ واہ حُرِ غازی واہ   شاہ ہر ضرب پہ فرماتے تھے ماشاء اللہ
اپنی جانبازی کا غازی جو صلہ پاتا تھا
مسکراتا ہوا تسلیم کو جھک جاتا تھا

حیف جھکنے میں لعینوں نے جو فرصت پائی   ۱۲۱   سامنا چھوڑ کے سب فوج عقب سے آئی
لاکھ خوں ریز اُدھر اور اِدھر تنہائی   باگ گھوڑے کی پھرانا تھا کہ برچھی کھائی
آ گیا موت کے پنجے میں نہ کچھ دیر لگی
فرق پر گرز لگا، دوش پہ شمشیر لگی

سینہ غربال ہوا تیر چلے اعدا کے   ۱۲۲   رکھ دیا شیر نے قربوس پہ سر نہوڑا کے
علی اکبرؑ نے یہ حضرت سے کہا چلّا کے   گر ہو ارشاد تو مہماں کو بچاؤں جا کے
خادمِ حضرتِ زہراؑ و علیؑ گرتا ہے
خاک پر اب وہ سعیدِ ازلی گرتا ہے

شاہ رونے لگے یہ سنتے ہی مہماں کی خبر   ۱۲۳   ہوگئی آنسوؤں سے ریشِ مبارک سب تر
علی اکبرؑ سے کہا تم ابھی ٹھہرو دلبر   حُر کی امداد کو ہم جائیں گے اے نورِ نظر
کس سے اس وقت کہوں میں جو قلق مجھ پر ہے
لاش اُٹھاؤں گا کہ مہمان کا حق مجھ پر ہے

عرض کی حضرتِ عباسؑ نے جاتا تھا غلام ۱۲۴ جوشِ رقت میں کہا شہ نے نہیں اے گلفام
میری الفت میں ہوا قتل حُرِ نیک انجام دوست کیسے جو بُرے وقت میں ہم آئے نہ کام
اس پہ جب سخت گھڑی ہوگی تو کام آویں گے
لاش کیا قبر میں مہمان کی ہم جاویں گے

اس کے لاشے پہ نہ جائیں یہ مروّت سے ہے دُور ۱۲۵ اُس سے ہم شاد ہوئے، وہ بھی تو کچھ ہو مسرور
قصرِ خلد اُس کو دکھائیں کہ ہوئے عفوِ قصور سُرخ رُو جاتا ہے دنیا سے وہ خالق کے حضور
ایسا ذی رتبہ کوئی خلق میں کم نکلے گا
میرے مہماں کا مِری گود میں دم نکلے گا

یہ سخن کہہ کے چلے رن کو جنابِ شبیرؑ ۱۲۶ واں گرا خاک پہ گھوڑے سے حُرِ باتوقیر
دیکھ کر شاہ کو آتے ہوئے بھاگے بے پیر پہنچے لاشے پہ امامِ دوجہاں وقتِ اخیر
چمنِ ہستیٔ مہماں کو اُجڑتے دیکھا
ایڑیاں خاک پہ زخمی کو رگڑتے دیکھا

گر کے لاشے کے برابر یہ پکارے سروَر ۱۲۷ میرے مہمان و مددگار و معین و یاور
گرز کیا تجھ کو لگا ٹوٹ گئی میری کمر گر پڑے گھوڑے سے اور آہ نہ کی ہم کو خبر
دوست کے ہجر میں کب دوست کو چین آیا ہے
کھول دے چشم کو بھائی کہ حُسینؑ آیا ہے

واہ رے حُرِّ جری، میں تری جرأت کے فدا ۱۲۸ اس کو کہتے ہیں محبت، اسے کہتے ہیں وفا
ہے یہ بیکس ترا شرمندۂ احساں بخدا بس یہی بھائی بھی کرتے ہیں جو کچھ تو نے کیا
حق تعالیٰ چمنِ خلد میں گھر دے بھائی
اس ریاضت کا خدا تجھ کو ثمر دے بھائی

حُر کو چونکا کے حبیب ابنِ مظاہر نے کہا ۱۲۹ آپؑ بیتاب ہیں اے حُرِّ جری ہوش میں آ
دیکھ دیدارِ جگر بندِ جنابِ زہراؑ کوچ در پیش ہے یہ وقت نہیں غفلت کا
دم رکا ہے تو اشارے سے وصیت کرلے
نزع میں نورِ الٰہی کی زیارت کرلے

کسی آقا نے کبھی کی ہے یہ توقیرِ غلام ۱۳۰ دیکھ تو رحم، ترے واسطے روتے ہیں امام
بھائی فرماتے تھے شفقت سے شہِ عرش مقام اے خوشا حال، خدا سب کا کرے نیک انجام
حشر تک خلق میں یہ ذکرِ غم انگیز رہا
تُو تو بچپن کے غلاموں سے بھی کچھ تیز رہا

نیم وا چشم سے حُر نے رخِ مولا دیکھا ۱۳۱ زیرِ سر زانوئے شبیرؑ کا تکیہ دیکھا
مسکرا کر طرفِ عالمِ بالا دیکھا شہؑ نے فرمایا کہ اے حُرِّ جری کیا دیکھا
عرض کی حسنِ رخِ حور نظر آتا ہے
فرش سے عرش تلک نور نظر آتا ہے

باغِ فردوس دکھاتا ہے مجھے اپنی بہار ۲۳۲ صاف نہریں ہیں رواں، جھوم رہے ہیں اشجار
شاخ سے میری طرف بڑھتے ہیں میوے ہر بار حوریں لاتی ہیں جواہر کے طبق بہرِ نثار
ہے یہ رضواں کی صدا دھیان کدھر تیرا ہے
دیکھ اے شاہ کے مہمان یہ گھر تیرا ہے

مجھ کو لینے چلے آتے ہیں فرشتے یا شاہ ۱۳۳ ملکُ الموت بھی کرتا ہے محبت کی نگاہ
خلد سے شیرِ خدا نکلے ہیں اللہ اللہ لو بر آمد ہوئے شبرؑ بھی پدر کے ہمراہ
ننگے سر احمدِ مختارؐ کی پیاری آئی
دیکھیے آپ کے نانا کی سواری آئی

پڑھیے یٰسین کہ اب ہے یہ دمِ باز پسیں ۱۳۴ قبلہ رُو کیجیے لاشہ مِرا اے قبلۂ دیں
لیجیے تن سے نکلتی ہے مِری جانِ حزیں کوچ نزدیک ہے اے بادشہِ عرش نشیں
بات بھی اب تو زباں سے نہیں کی جاتی ہے
کچھ اُڑھا دیجیے مولا مجھے نیند آتی ہے

آیا ماتھے پہ عرق، چہرے پہ زردی چھائی ۱۳۵ کہہ کے یہ گود میں شبیرؑ کی لے انگڑائی
چل بسا حُرِّ جری پھر نہ کچھ آواز آئی شہؑ نے فرمایا ہمیں چھوڑ چلے کیوں بھائی
طائرِ روح نے پرواز کی طوبیٰ کی طرف
پتلیاں رہ گئیں پھر کر شہِ والا کی طرف

پاؤں مہماں کے سنبھالے علی اکبرؑ آئے ۱۳۶ لاش اٹھا کر شہؑ دیں خیمے کے در پر لائے
پیچھے پردے کے حرم کھولے ہوئے سر آئے غل ہوا خیمۂ عصمت میں کہ سرور آئے
دخترِ فاطمہؑ سامانِ عزا کرنے لگی
فضّہ پردے کے اُدھر آہ و بکا کرنے لگی

ہم بھی مظلوم ہیں،مہماں بھی مُوا ہے مظلوم ۱۳۷ شاہ چلّائے کہ اے زینب و اُمِّ کلثوم
کون لاشے پہ کرے نالہ و فریاد کی دھوم ماں ہے یاں اس کی،نہ خواہر یہ تمھیں ہے معلوم
اجر ہوگا تمھیں اشکوں سے جو منہ دھوؤ گی
اس کو یوں روؤ کہ جس طرح مجھے روؤ گی

روئے نادان سکینہ اسے عمّو کہہ کر ۱۳۸ کہہ دو کبریٰ سے کہ ماتم کے لئے کھول دے سر
ہم ادھر لاش پہ ماتم کریں، تم روؤ اُدھر جاں گزا بین کرے بانوئے تفتیدہ جگر
غل ہے فریاد کا، آوازِ بکا آتی ہے
سن لو اماں کے بھی رونے کی صدا آتی ہے

بعد مرنے کے ہوتا روح مِرے دوست کی شاد ۱۳۹ میری جانب سے کہو لاش پہ آئیں سجادؑ
نامِ حُرسن کے کریں آہ و فغان و فریاد　یہ وصیت مِرے شیعوں کو ہے، رکھیں اسے یاد
جس عزا خانے میں وہ تعزیہ میرا رکھیں
اس کا ماتم بھی اسی بزم میں برپا رکھیں

حق محبت کا وفادار ادا کرتے ہیں ۱۴۰ دوست کے دوست کا غم دوست سدا کرتے ہیں
غیر مرجاتا ہے گھر میں تو بُکا کرتے ہیں　فاتحہ دیتے ہیں، سامانِ عزا کرتے ہیں
تھا یہ وہ دوست کہ جاں اس پہ فدا ہوتی ہے
فاطمہؑ اپنا پسر کہہ کے اسے روتی ہے

اے مددگارِ جگر بندِ پیمبرؐ ہے ہے ۱۴۱ سُن کے یہ شور ہوا حُرِّ دلاور ہے ہے
تشنہ و بیکس و مظلوم کے یاور ہے ہے　خوں میں سب تر ہے ترا روئے منوّر ہے ہے
اِدھر آنا تھا کہ تیری اجل آئی بھائی
گھر میں سادات کے دعوت بھی نہ کھائی بھائی

لکھنؤ کے طبقے کو تو سدا رکھ آباد ۱۴۲ بس انیسؔ اب یہ دعا مانگ کہ اے ربِّ عباد
اُن کے سائے میں برومند ہو اُن کی اولاد　رونے والے شہِ والا کے رہیں خلق میں شاد
عشرۂ ماہِ عزا نالہ کشی میں گزرے
سال بھر شہ کے غلاموں کو خوشی میں گزرے